Lesson 4. Al-Baqarah (Ayaat 21– 29): Day 23 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ﴿۲۱﴾

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متّقی بن جاؤ۔

اکثر جس چیز کو لوگوں نے اللہ کے راستے سے روکا وہ ہے اپنے باپ دادا کی پیروی۔ باپ دادا کا نام لے کر اللہ کو ماننے سے انکار۔ یہی مشرکین نے کہا تھا۔ اسلام بزرگوں کی عزّت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یعنی اللہ نے ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو پیدا کیا ہے۔ باپ دادا کی پوجا سے منع کیا گیا ہے۔ ہمیں اللہ کے حکم ماننے ہیں۔ ہمیں اندھادھند پیروی نہیں کرنی۔ کچھ لوگ سمجھتے تھے کہ جب بزرگ فوت ہو جاتے ہیں تو وہ اللہ سے اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

کئی لوگ قبروں پر بیٹھ کر یہی بات کہتے ہیں کہ اللہ اِن بزرگوں کی بات کو موڑتا نہیں ہے۔ ہم اِن سے مانگیں گے تو یہ اللہ سے لے کر دینگے۔ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ﴿۲۱﴾ تاکہ ہم بچ جائیں۔ دُنیا میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ بنالیں۔ ٹی وی کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہے کہ کیا دیکھتے ہیں۔ اللہ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ متّقی بن جائیں۔ ہماری زندگی کے فیصلے ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

لَعَلَّكُمۡ اِس لفظ میں اُمید بھی ہے اور ڈر بھی۔

تقویٰ کے تین درجے ہیں۔ سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان شرک سے بچ جائے اور توحید پر قائم رہے۔ ہم نے یہی درجہ اپنانا ہے انشاءاللہ۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ اَب اللہ ہی میرا ربّ ہے اور صرف اُسی کی ماننی ہے۔ پہلا لیول اللہ کی ذات

یہ دوسرا درجہ ہے۔اِس لیول کو پالیں تو انسان گناہوں سے بچتا ہے، اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے۔اللہ کی ناراضگی سے بچتا ہے۔وہ مشکلات سے نہیں ڈرتا نہیں۔نقصان سے وہ ہمت نہیں ہارتا۔

دوسرا لیول ہماری اپنی ذات اِس کو اس طرح سمجھیں کہ ابراھیم بن ادھمؒ ایک غلام خرید کر لاتے ہیں۔اُس کا نام پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ غلام کو جس نام سے مرضی پکار لیں۔پھر پوچھا کیا کھاؤ گے، وہ بولا جو کھلائیں گے کھالونگا۔پھر کام کو پوچھا تو اُس نے کہا جو کہیں گے کر دونگا۔ ابراھیم بن ادھمؒ کے دِل کی حالت بدل گئی۔غلام کو آزاد کر دیا کہ میں اللہ کا کیسا غلام ہوں؟ دِن میں کئی دفعہ اِیّاکَ نعبدُ کہہ کر کرتا کیا ہوں؟ پھر ساری زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزاری اور اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ بنے۔

اپنے دِل کی حالت کا جائزہ لیں؟

تیسرا درجہ یہ ہے کہ دِل دماغ اور سوچ پر اللہ چھا جاتا ہے۔ہر وقت اُس کا احساس کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔وہ مجھے سُن رہا ہے۔وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔وہی مطلوب وہی مقصود۔

تم میرے پاس ہوتے ہو جب دوسرا کوئی نہیں ہوتا۔

1: اللہ کی ذات 2: گناہوں سے بچنا 3: دِل دماغ اور سوچ پر اللہ چھا جاتا ہے

پھر ہم اللہ سے کچھ نہیں چھپاتے۔حدیث کہ اللہ کو بندے پر حیرت ہوتی ہے جو دوسرے کو دیکھ کر گناہ چھوڑ دے لیکن چھپ کر کرتا رہے۔ہمیں اللہ سے حیا آنی چاہئے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔

انسان کو پیغام ہے کہ اُسی کے بن جاؤ۔عمل میں تبدیلی لائیں۔صرف علم حاصل کرنا کافی نہیں۔

بندے کو اللہ کی معرفت مل جائے پھر وہ کیسے نافرمانی کرے گا؟ یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم اللہ سے محبت کریں اور پھر اُس کو ناراض کر دیں۔

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع و اقسام کے میوے پیدا کئے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو ﴿۲۲﴾

اِس نعمت کو محسوس کریں کہ اللہ نے ہمارے لئے کیا کچھ بنایا ہے۔ زمین کیسے گردش کرتی ہے۔

زمین کے نیچے آگ (لاوہ) ہے اُسی سے آتش فشاں پہاڑ پھٹتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے بہت نیچے کھودنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چھوڑنا پڑا کہ کچھ کا خیال تھا شائد نیچے جہنم ہے۔

سوچیں ذرا کیسے زمین کو ہیٹ پروف بنایا۔ زمین کے اندر کیسے کیسے موذی کیڑے ہیں۔ سانپ بچھو۔ کیسے ہمیں اُن سے بچایا۔ کیسے وہ زمین کا زہر چوس لیتے ہیں۔

کیا پھر بھی ہم اللہ کی نافرمانی کرینگے؟

ایک آدمی کی مثال لیں۔ وہ سمندر میں کشتی پر سفر کر رہا ہے، کشتی میں آگ لگتی ہے تو ڈوبنے سے جان بچانے کے لئے پانی میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ پھر پانی میں اُسے کوئی سخت / ٹھوس چیز محسوس ہوتی ہے تو اُس پر کھڑا ہو جاتا ہے اور ریسکیو ٹیم / جان بچانے والے عملے کا انتظار کرنے لگتا ہے۔ اچانک اُسے پتا

چلتاہے کہ وہ بارُود کے ڈھیر پر کھڑا ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔کیا وہ اُس ٹائم بم پر کھڑا ہو کر کچھ لطف اُٹھا سکتا ہے؟ یا عافیت کی دعائیں مانگے گا؟

آپ سورۃ یٰسین میں پڑھیں گے جہاں نظامِ شمسی کی بات ہوتی ہے۔سب کچھ اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔اِس کا ریموٹ کنٹرول اللہ کے ہاتھ میں ہے۔کیا کچھ مستی کر سکتے ہیں؟

اللہ ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ہم کتنے سکون سے بیٹھے ہیں؟

آسمان کی سات تہیں ہیں۔ہر تہہ دوسری سے 500 سال کے فاصلے پر ہے۔ہر وقت آسمان سے شہابِ ثاقب گرتے رہتے ہیں۔اللہ نے ہمیں کیسے محفوظ رکھا ہوُا ہے۔

سورج کی روشنی کتنی نرم ہو کر ہم تک پہنچتی ہیں۔ہوائیں کیسے ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ کیسے اللہ نے ہماری حفاظت کی ہوئی ہے۔

سوچیں ذرا کیسے اَربوں سال گُزرنے کے بعد بھی سب کچھ نیا ہے۔ ہر چیز زمین، آسمان، ستارے۔ سیّارے۔درخت۔کچھ پرانا نہیں ہوُا۔رنگ کتنے پکّے ہیں۔کیا کہیں کوئی کمی یا خامی نظر آئی؟

اِن سب کے بنانے والے کو دیکھیں۔اُس کو ربّ مانیں۔

آسمان سے ہمارے لئے بارش برستی ہے۔ہمارا سب انحصار پانی پر ہے۔کھانے پینے سے لے کر ماحول اور زندگی تک۔درختوں سے آکسیجن ملتی ہے۔کبھی اُداس اور بوجھل ہوں تو نہانے سے تازہ دم محسوس کرنے لگتے ہیں

آسمان سے ہمارے لئے وحی آئی۔ ہماری روح کا سامان کیا گیا، ھدایت ملی۔ اندر سے اُداس اور بوجھل ہوں تو یہ کتاب ہمیں بے فکر کر دیتی ہے۔۔اِس وحی کے پانی میں اپنے آپ کو بھیگنے دیں۔ دِل اندر سے خوش اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ حدیثؐ ہے کہ دِل زمین کی طرح ہے اور وحی پانی کی طرح۔ جتنا پاک پانی زمین پر پڑے گا زمین کو صاف کر دے گا اور جتنا اچھا سبق ہم قرآن سے حاصل کرینگے اُتنا ہی دِل پاکیزہ ہو جائے گا۔

اللہ ہمیں کائنات کی چیزوں پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ تاکہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ ہمارے لئے رزّق کا سبب بنایا۔ بارش سے ہمیں کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں تو وحی / قرآن سے ہماری روح کی بھوک مٹتی ہے۔ ہمارے دُکھی دلوں کو سکون مل جاتا ہے۔

قرآن سے دور رہ کر کبھی زندگی میں سکون نہیں مل سکتا۔ ہمارے ارد گرد ایسی ہزاروں مثالیں ہیں۔ نہ پیسہ خوشی دیتا ہے اور نہ سہولیات سکون دیتی ہیں۔ جیسے پانی کی پیاس ہو تو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی روسٹ چکن دے تو ہم پانی مانگیں گے۔ اِسی طرح روح اور دِل کو ضرورت قرآن ہے۔ جب تک یہ ضرورت پوری نہیں ہوتی ہمیں سکون نہیں ملے گا۔

جیسے پانی سے پودوں اور درختوں سے پھل پھول نکلتے ہیں۔ اِسی طرح قرآن کے علم سے ہم بھی دوسروں کو فائدے دینے والے بن جاتے ہیں۔ ہم صرف اپنا اور گھر والوں کا نہیں سوچتے، ہمارے اندر دوسروں کے لئے خیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہماری زندگی با مقصد بن جاتی ہے۔

عربی میں ثمر پھل کے لئے ایسے آتا ہے جیسے محنت کا ثمر، اولاد کا پھل۔ اور جو دوسری قسم کے پھل ہیں جیسے کھجور، انگور اُن کے لئے عربی لفظ ہے فاکہہ۔

ہمیں اپنی سمت صحیح کرنی ہے۔ڈائریکشن سیدھی رکھیں۔ سجدے صرف اللہ کے لئے۔بیٹا لینے یہاں وہاں تعویز لینے نہیں جائینگے۔رزّق دوسروں سے نہیں مانگیں گے۔ہاتھ صرف اللہ کے آگے پھیلائیں گے۔علامہ اقبال نے جو کہا کہ

وہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے۔ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

مشرک ہزار بتوں کو سجدے کرتا ہے۔ مومن صرف ایک خدا کے آگے جھکے گا۔

جہاں کہیں آپ کو لگے کہ کوئی (اولاد،ماتحت) آپ کی بات نہیں مان رہا۔اپنے اور اللہ کے تعلق کو مضبوط کر لیں۔(کیا میں اللہ کی بات مانتی ہوں) انسان کی جبلّت میں ہے کہ ہم اللہ کو ایک مانیں۔

ہر انسان،ہر کائنات کی چیزیوں سمجھیں کہ ہر انسان کی ہارڈ ڈِسک میں یہ فیڈ کر دیا گیا ہے کہ اللہ ایک ہے۔اللہ نے ہم سب سے وعدہ لیا تھا کہ اُسی کو رَبّ مانیں گے۔ہم اپنا وعدہ بھول گئے۔

ہم سب یہ بات جانتے ہیں۔بڑے سے بڑا اللہ کا نافرمان۔اللہ کو نہ ماننے والا بھی مشکل وقت میں کہے گا 'او گاڈ' ہمارا دِل اندر سے کائنات کے رَبّ کو مانتا ہے۔کچھ لوگ پہچانتے نہیں ہیں۔

ہمارا کام یہ ہے کہ اِس پیغام کو آگے پہنچا دیں۔اللہ کی پہچان کروا دیں۔

حدیثؐ: نبی پاکؐ ایک یہودی بچّے کی مزاج پُرسی کے لئے گئے اور اُس سے بات کی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

آپؐ بہت خوش ہو گئے۔ہم کیا کرتے ہیں؟ اپنے سے آگے دیکھیں۔اللہ کے دین کے لئے کیا کام کیا؟